الحمد للہ

قبور مسلمانان کی تکریم و توقیر اور وہابیہ منکرین کی تعذیب و تعزیر میں یہ مبارک رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی

اہلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین

۱۳۲۲ھ

جسمیں تحقیق مسئلہ میں تحریر منیر جناب مولٰنا مولوی محمد عمر الدین صاحب قادری برکاتی فاضل ہزارہ کی تصدیق و توثیق اور خیالات باطلہ خبیثہ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تجہیل و تحمیق ہے

مع رسالہ مختصرہ مسمیٰ بنام تاریخی

سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء

۱۳۱۲ھ

جس میں تحقیق مسئلہ ذبیحہ اور وہابیہ کا رد و خیالات قبیحہ ہے ہر دو از کلام عرش احتشام مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ عالم اہلسنت وجماعت جناب مولٰنا مولوی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باہتمام

مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب

حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی میں چھپا

بار پنجم ۱۰۰۰ جلد

قیمت ۲/ ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ایک گورستان (اہلسنت) قدیم کی قبروں کو عمداً کھود کر اپنے رہنے کے مکان بنانا موافق مذہب حنفی کے جائز ہی یا نہیں اور ایسا کرنے میں اہل قبور کی توہین واہانت ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب ومنہ الہدایۃ الی الحق والصواب

جاننا چاہیے کہ انبیا واولیا علیہم الصلاۃ والسلام وعامہ مومنین اہلسنت کے ساتھ جو قلبی عداوت فرقہ نجدیہ وہابیہ کو ہی ایسی اور کسی فرقہ مبتدعہ کو نہیں ہی اسی وجہ سے اس فرقہ محدثہ کے اکابر یا اعنہ کی تصانیف اباطیل اہانت محبوبان خدا سے بھری پڑی ہیں جسکا جی چاہے وہ ملا نجدی وملا اسمٰعیل دہلوی وملا صدیق حسن بھوپالی وملا خرمعلی وملا رشید گنگوہی وغیرہ کی تالیفات باطلہ اٹھا کر دیکھ لیوے ہر قسم کی اہانتوں سے پر ہیں منجملہ ان کے ایک اہانت قبور انبیا وشہدا واولیا علیہم الصلاۃ والسلام کا منہدم ونابود تا بمقدور کرنا اس فرقہ کا شعار ہو گیا ہی علامہ احمد بن علی بصری فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب میں فرماتے ہیں منہا انہ یقول لو اقدر علی حجرۃ الرسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہدمتہا یعنی ہیں اگر قدرت پاؤں تو روضۂ رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو توڑ ڈالوں اور بھی علامہ بصری دوسرے مقام میں لکھتے ہیں اقول ہذہ قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم ضلالۃ ای ضلالۃ انتہے مختصراً یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کو ان پر بنا کے باعث توڑ ڈالنا بہت بڑی ضلالت اور گمراہی اس نجدی کی ہی اور بھی علامہ مذکور تیسرے مقام میں لکھتے ہیں قال بعضہم لو کان النبے علیہ

حضرت نجدی نے روضۂ اقدس کو توڑنے کا ارادہ کیا تھا

مشہورا بالعلم والصلاح اوکان صحابیا وکان المبنی علیہ قبۃ وکان البناء علی قدر قبرہ فقط فینبغی ان لایھدم لحرمۃ بنیتہ وان اندرس اذا علمت ھذا فھذا البناء علی قبور الاولیاء الشھداء او من الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم لا یخلوا اما ان یکون واجبا او جائزا بغیر کراھۃ وعلی کل فلا یقدم علی الہدم الا رجل مبتدع ضال لا ستلزامہ انتھاک حرمۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الواجب علی کل مسلم محبتھم ومن محبتھم وجوب توقیرھم وای توقیر لھم عند من ھدم قبورھم حتی بدت ابدانھم واکفانھم کما ذکر بعض علماء نجد فی السؤال ارسلہ الی انتھی مختصرا یعنی نجدی نے جو شہدا و اصحاب کرام کے قبور کو توڑ ڈالا ہی جس سے ان کے ابدان اور کفن ظاہر ہو گئے تو اس سے وہ بہت بڑا بدعتی گمراہ ہو گیا کہ اس سے ان کی اہانت ہوگئی ہی ان ملاعنہ کا انبیا و اولیا علیہم السلام کے قبور کو جو توڑنا اور منہدم کرنا شعار ہو گیا ہی تو باعث اس کا یہ ہی کہ ان بدبختوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل بےحس بےشعور ہو جاتے ہیں اور مر کر معاذ اللہ مٹی میں ملجاتے ہیں ملا اسمعیل دہلوی تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اعلی وارفع میں بکتا ہی کہ (میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں) جب سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ان ملاعنہ کا ایسا ناپاک خیال ہی اور اُن کے روضۂ اطہر اور شہدا و صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے قبور کو منہدم کرنے کا بیہودہ خیال ہے تو باقی اموات عامہ مومنین صالحین کی نسبت کیا پوچھنا چاہیے۔ جب قبور مومنین بلکہ انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ

ف سابقا علامہ بصری علیہ الرحمہ کے قول میں گزرا کہ نجدی نے جب قبور شہدا و صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو شہید کیا تو اُن میں اُن کے کفن اور بدن شریف سب سلامت تھے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی عنہم کو مدفون ہوئے تخمینا بارہ سو سال گزر چکے تھے پس ہزار تف ہے ملا اسمعیل اور اس کے مقلدین وہابیہ روسیاہ پر کہ اُن کا ایسا ناپاک عقیدہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر کے ساتھ جو مسلمان کی شان کے بالکل خلاف ہی اللہ تعالی اہلسنت کو اُن کی صحبت بد سے بچائے آمین آمین ۱۲ منہ عفی عنہ

ف نجدی کے نزدیک شہدا و صحابۂ کرام ... مر کر ... مٹی میں مل گئے

ف وہابیہ روسیاہ کے نزدیک انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں

والسّلام اجمعین کا توڑنا اور منہدم کرنا شعار نجدیہ وہابیہ ہوا تو کسی کو جائز نہیں کہ وہ صورت مسئولہ میں قبور مومنین اہلسنت کو توڑ کر بلکہ اُن کو کھود کر اُن پر اپنی رہائش و آسائش کے مکان بنا کر اُن میں لذّات دنیا میں مشغول و منہمک ہو قطعاً و یقیناً اصحاب قبور کو ایذا دینا اور اُن کی اہانت اور توہین کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں کہ اہلسنت کے نزدیک انبیا و شہدا و اولیا علیہم التحیۃ والثنا اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیا علیہم السّلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ اُنکو کھاوے اسی طرح شہدا و اولیا علیہم الرحمۃ والثنا کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیے جاتے ہیں علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفاء السقام میں لکھتے ہیں وحیاۃ الشہداء اکمل واعلیٰ فھذا النوع من الحیاۃ والرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبتھم و اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع لانھا للروح والجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں اولیا گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشاں کار اجساد می کنند و گاہے اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می بر آید میگویند کہ رسول خدا را سایہ نبود صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و بسبب ہمیں حیات اجساد آنہا را در قبر خاک نمی خورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمودہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہد سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالیٰ اجساد ایشاں را قوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز میخوانند و ذکر می کنند و قرآن میخوانند اھ شیخ المشائخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست الخ اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں لا فرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار الخ ادنیا کی دونوں حالت حیات و ممات میں اصلا فرق نہیں اسی لیے کہا گیا کہ وہ مرے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف

لیجاتے ہیں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے شرح صدور میں اولیائے کرام علیہم الرضوان کی حیات بعد ممات کے متعلق چند روایات مستندہ لکھے ہیں جو یہاں نقل کیے جاتے ہیں امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا جب میں نے اُس کی طرف نظر کی مجھے دیکھکر مسکرایا اور کہا یا اباسعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار اے ابوسعید کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بُلائے جاتے ہیں وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہٗ سے راوی ہیں نے ایک فقیر کو قبر میں اُتارا جب کفن کھولا اُن کا سر خاک پر رکھدیا کہ اللہ اُن کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھولدیں اور مجھ سے فرمایا یا اباعلی اتذللنی بین یدی من یدللنی اے ابوعلی تم مجھے اُس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اُٹھاتا ہے میں نے عرض کی اے سردار میرے کیا موت کے بعد زندگی فرمایا بلی انا حی وکل محب للہ حی لانصرنک بجاہی غدا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے بیشک وہ وجاہت وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اُس سے میں تیری مدد کرونگا وہی جناب قطب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہٗ سے راوی میرا ایک مرید جوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی وہی امام حضرت ابو یعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہٗ سے راوی ہیں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیے تختہ پر لٹایا اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مُردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے لے میرا ہاتھ چھوڑ دے جناب ممدوح انہیں عارف موصوف سے راوی مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیر و مرشد میں کل ظہر کے وقت مرجاؤنگا حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا دفن آدھی میں میرا کفن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبے سے

نامناسب افعال کرنے سے اموات مسلمین کو ایذا ہوتی ہے

ہٹ کر لیٹا تو روح دھنی میں سے قبر میں اُتارہ آنکھیں کھولیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی کہا اناحی وکل محب للہ حی میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہی اور بعض علماء مومنین اور بعض اموات کے ابدان گو سلامت رہتے ہوں تاہم اُن کی قبور پر بیٹھنے بلکہ اُن پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جوتوں کی آواز کرنے سے اُن کو ایذا ہوتی ہی احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت بلا ریب ہے حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا یاصاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یوذیک او قبر والے قبر سے اُتر آنہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔ سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہی یونہی مُردہ کی۔ امام احمد علیہ الرحمہ بسند حسن انہیں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب ھذا القبر اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا اس ایذا کا تجربہ بھی تابعین عظام اور دوسرے علمائے کرام نے جو صاحب بصیرت تھے کر لیا ہی ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی ہیں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اُترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھکے سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا مجھ سے گلہ کرتا ہی اور کہتا ہی لقد اذیتنی منذ اللیلۃ اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی امام بیہقی دلائل النبوہ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے وہ ابن مینا تابعی سے راوی ہیں مقبرے میں گیا دو رکعت پڑھکر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سُنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم فقد اذیتنی اُٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی اگر میں تپائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے

اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگتے میں سُنا الیک عنی یا رجل ولا تؤذنی اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے اور علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بانھم یتأذون بخفق النعال مجھے میرے اُستاد علامہ محمد بن احمد حنفی نے خبر دی کہ جوتے کی چپل سے مُردے کو ایذا ہوتی ہے اسی واسطے ہمارے فقہائے کرام احناف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا یا قبر پر بیٹھنا یا سونا یا اُس پر یا اُس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ سب امور اشد مکروہ قریب بحرام ہیں فتاوے عالمگیری میں ہے ویکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد او ینام او یطأ علیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط الخ علامہ شامی اُس کی دلیل میں حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں لان المیت یتأذی بما یتأذی بہ الحی یعنی اس لیے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اُس سے مُردے بھی ایذا پاتے ہیں بلکہ دیلمی نے ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح روایت کی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی اُس سے اذیت پاتا ہے ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندگی میں اُسے تکلیف پہنچائی اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو کھود کر اُن پر رہنے کا مکان بنایا تو اُس میں یہ سب امور موجود ہیں جن سے یقیناً اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور اُن کو ایذا دینا ہے جو ہرگز ہرگز ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اگر کوئی معترض کہے کہ شرح کنز میں علامہ زیلعی لکھتے ہیں ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ تو جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ یہ قول علامہ زیلعی کا احادیث مذکورہ اور روایات مسطورہ کے معارض ہے لہٰذا قابل قبول نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح میں علامہ زیلعی کے اس قول کو

نفعہ

رد کر دیا ہے دوسری روایات معارضہ سے ہیں قابل تعمیل نہیں قال فی الامداد یکرہ ما فی التاتارخانیۃ اذا صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ الخ یعنی جب قبر میں میت محل کر مٹی بھی ہو جائے تب بھی اُس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے کہ اُس کی تعظیم اور حرمت کے خلاف ہے کہ اُس میت کی تعظیم اور حرمت اب بھی باقی ہے اور موید ہے اس کی وہ جو علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ نے حدیقۃ ندیہ شرح طریقۃ محمدیہ میں لکھا ہے معناہ ان الارواح تعلم بترك اقامۃ الحرمۃ والاستہانۃ فتاذی بذلك یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو تکلیف ہوتی ہے اُس کے یہ معنے ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں کہ اُس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتے ہیں اور علامہ شیخ الہند علیہ الرحمۃ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں شاید کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوش میدارد و راضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن اہانت و استخفاف را بوے جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت اور اُن کی توہین اور اُن کی ترک تعظیم ہوتی ہے تو اُس پر کھیتی کرنے سے اور اُس پر مکان بنانے سے تو بطریق اولے اُن کی توہین ہوگی اور ثالثاً یہ کہ ہم میاں معترض نجدی شعار سے پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میت بالکل مٹی ہو گیا ہے اور اس کی ہڈی بھی باقی نہیں رہی ہے اس واسطے کہ ابھی تک قبر کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میت کے مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربہ سے بارہا مشاہدہ ہوا ہے کہ کسی بہت پرانی بستی کے اطراف میں کوئی جا کھودی جائے تو اُس میں قبور نکلے جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک باقی صحیح و سلامت تھیں کتنوں سے تین تین چار چار صدیوں کے قبور معلوم ہوتے تھے تو بلا دلیل بلا ضرورت شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا ہرگز جائز نہیں ہے

اگر معترض پھر عود کرے اور کہے کہ بمبئی وغیرہ عظیم شہروں میں قبور کھود کر اُن میں دوسرے اموات دفن کیے جاتے ہیں تو اگر قبور کھودنے سے اموات کی توہین ہوتی ہے تو ان شہروں میں یہ کام کیوں ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان شہروں میں جائے بہت تنگ ہے قبرستانوں میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ ہر میت کے لیے الگ الگ قبر ہو لہٰذا اس ضرورت شدیدہ سے یہ جائز ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات قاعدہ متفقہ ہے کبیری شرح منیہ میں ہے ولا یحفر قبر لدفن آخر ما لم یبل الاول فلم یبق له عظم الا عند الضرورة بان لم یوجد مکان سواه الخ بالجملہ صورت مسئولہ میں قبور کو کھود کر اُن پر مکانات بنانا ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اور بلاشبہ و بلاشک ایسا کرنے سے اہل قبور کی توہین ہوگی جو جائز نہیں ہے هذا ما عندی والعلم بالاتم عند ربی قاله بفمه وامر برقمه العبد الفقیر محمد شمس الدین السنی الحنفی القادری البهزاروی عفا الله تعالیٰ عنه

جو کچھ مجیب لبیب نے لکھا ہے حق اور صواب ہے چنانچہ خزانۃ الروایۃ میں مرقوم ہے فی مفید المستفید عن مفاتیح المسائل واذا صار المیت ترابا فی القبر یکره دفن غیره فی قبره لان الحرمة باقیة انتهی اور یہ بھی خزانۃ الروایۃ میں ہے لا یجوز لاحد ان یبنی فوق القبور بیتا و مسجدا لان موضع القبر حق المقبور ولهذا لا یجوز نبشه انتهی مختصرا۔

نمقه الراجی الی رحمة ربه الشکور عبد الغفور صانه الله عن الآفات والشرور۔

لله در المجیب حیث اجاب فاجاد و اصاب فیما افاد حرره المسکین محمد بشیر الدین عفی عنه۔

اس فتوے کو دیکھا فتوی صحیح ہے جواب درست ہے۔

حررہ محمد عبد الرشید دہلوی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح محمد فضل المجید عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب حررہ العبد المفتقر

مطیع الرسول عبد المقتدر القادری البدایونی عفی عنہ

ذلک کذلک محمد فضل احمد البدایونی عفی عنہ

المجیب مصیب۔

الرسول قادری ۱۳۱۰ھ
حنفی
محمد عبد المقتدر مطیع

قادری
محمد ابراہیم

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

محمد حافظ بخش المدرس بالمدرسۃ المحمدیۃ

بلدۃ بدایوں۔

حنفی ۱۳۱۷
محمد حافظ بخش

صح الجواب حررہ عبد الرسول محب احمد عفی عنہ

المدرس بالمدرسۃ الشمسیۃ الکائنۃ

بجامع بدایوں

محب احمد قادری
عبد الرسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتا واکرم المؤمنین احیاء وامواتا وجعل موتہم راحۃ وسباتا وحرم اہانتہم تحریما بتاتا والصلوۃ والسلام علی من سقانا من فضلہ وفضلتہ ماء فراتا واعطانا فی کل مہجۃ ابلج حجۃ نقضا واثباتا وابدا تعظیم المومنین ابد الآبدین ولم یوقت لہ میقاتا فجعلہم عظاما وان صاروا عظاما وحرم ایذاءہم ولو کانوا رفاتا وعلی الہ وصحبہ واہلہ

وحزبہ المکرمین عند اللہ جمیعا واشتاتا۔

جزی اللہ المجیب خیرا وثیب

جامع الفضائل قامع الرذائل حامی السنن ماحی الفتن مولنا مولوی محمد عمر الدین جعلہ اللہ کاسمہ عمر الدین وتسجیہ ورعیہ عمر الدین کا جواب ناہج مناہج صواب کافی ووافی ہے مگر بحکم المامور معذور وبنظر تکثیر افاضہ دو وصل مفید کا اضافہ منظور وصل اول اس بیان عجیب کی تائید وتصویب میں کہ قبور مسلمین کی تعظیم ضرور اور ان کی اہانت محظور اور یہ کہ کیا کیا امور موجب ایذائے اصحاب قبور ہیں اگر سلسلہ سخن میں بعض امور مذکورہ جواب کا اعادہ ہو تو غیر محذور کہ تکرر فرع موجب مزید تاکید واوقع فی السمع ورع والمسک ماکررتہ یتضوع۔
وصل دوم میں احقاق مرام وازہاق اوہام وتبکیت مخطیان نجدیہ لیام اور اس امر کا بیان کامل وتمام کہ مقابر عام مسلمین میں کوئی ذاتی مکان بھی بنانا حرام نہ کہ اپنی سکونت وقیام کا مقام نیز روایت علامہ زیلعی کی تحقیق انیق اس وصل میں دو فتوائے فقیر کی نقل پر قناعت ہے کہ ان میں بحمد اللہ تعالی کفایت ہے وباللہ التوفیق۔

وصل اول

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت مردہ وزندہ برابر ہے محقق علی الاطلاق رحمہ اللہ تعالی فتح القدیر میں فرماتے ہیں الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم میتا کحرمتہ حیا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کسر عظم المیت ککسرہ حیا مردے کی ہڈی توڑنا اسے ایذا پہنچانا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا رواہ الامام احمد وابو داود وابن ماجۃ باسناد حسن عن ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا یہ حدیث مسند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بیتہ مردے کو قبر میں بھی اس بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے اذیت ہوتی علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں افاد ان

حرمة المؤمن بعد موته باقية اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اذی المؤمن فی موته کاذاه فی حیاته مسلمان مُردہ کو ایذا دینا ایسا ہی جیسے زندہ کو رواہ ابوبکر بن ابی شیبة علما فرماتے ہیں المیت یتاذی بما یتاذی به الحی جن بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مُردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں کذا فی رد المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار علامہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں امام علامہ ابوعمر یوسف بن عبد البر سے نقل فرماتے ہیں از ینجا مستفاد میگردد کہ میت متالم میگردد بتمام انچہ متالم میگردد بداں حی و لازم این ست کہ متلذذ گردد بتمام انچہ متلذذ میشود بداں زندہ انتہیٰ کلامہ یہاں تک کہ ہمارے علما نے تصریح فرمائی کہ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اُس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے فی الشامیة عن الطحطاوی اٰخر کتاب الطہارة نصوا علی ان المرور فی سکة حادثة فیہا حرام اور فرماتے ہیں مقبرے کی سبز گھاس کاٹنا حرام ہے کہ جبتک وہ تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اُس سے اموات کا دل بہلتا ہے اور اُن پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لیجائیں اور یہ ممنوع ہے کہ انہیں گورستان میں چرنے چھوڑ دیں فی جنائز رد المحتار یکرہ ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر والدرر وشرح المنیة وعلله فی الامداد بانه مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمة اھ ونحوہ فی الخانیة انتہیٰ وفی العلمگیریة عن البحر الرائق لو کان فیہا حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیہا اھ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مقابر میں جوتا پہنے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا ہائے کمبختی تیری اے طائفی جوتے والے پھینک اپنی جوتی اخرجہ الائمة ابوداود والنسائی والطحاوی

وغیرھم عن بشیر بن الخصاصیۃ واللفظ للامام الحنفی ان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی رجلا یمشی بین القبور فی نعلین فقال ویحک یا صاحب السبتیتین الق سبتیتک اھ السبتیۃ بکسر المہملۃ وسکون الموحدۃ ھی التی لا شعر فیہا قال القاضی عیاض کان من عادۃ العرب لبس النعال بشعرھا غیر مدبوغۃ وکانت المدبوغۃ تعمل بالطائف وغیرہ الخ فاضل محقق حسن بن عمار شرنبلالی اور اُن کے استاد علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے اموات کو رنج دیتی ہے حیث قال فی مراقی الفلاح اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بانھم یتأذون بخفق النعال انتہی اھ اقول ووجہہ ما سیأتی عن العارف الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر بیشک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اُس کے کپڑے جلا کر جلد تک توڑ جائے اُس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے رواہ مسلم وابوداود والنسائی وابن ماجۃ عن سیدنا ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا ارشاد فرمایا او قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اُتر آ صاحب قبر کو ایذا نہ دے نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے اخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن والحاکم وابن مندۃ عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک ولفظ الامام الحنفی فلا یؤذیک اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا عمرو بن حزم کو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب القبر صاحب قبر کو ایذا نہ دے

کما فی المشکوٰۃ قلت وھذا الحدیث لا یلائمہ تاویل الامام ابی جعفر والنھی عن المشی لا ینافی النھی عن اعم منہ فافہم شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں شاید

کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوش میدارد و راضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن وے اہانت و استخفاف را بوے اھ اقول اس توجیہ پر امام علامہ محدث عارف باللہ حکیم الامۃ سیدی محمد بن علی ترمذی قدس سرہ نے جزم فرمایا تصریح فرماتے ہیں کہ ارواح کو اُن کی بے حرمتی و تنقیص شان معلوم ہو جاتی ہے لہذا ایذا پاتے ہیں سیدی عبد الغنی فی الحدیقۃ عن نوادر الاصول معناہ ان الارواح تعلم بترک اقامۃ الحرمۃ والاستہانۃ فتتأذی بذلک اھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر البتہ چنگاری یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسنادہ جید کما افادہ المنذری سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم بیشک مجھے آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پیارا ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن قالہ الامام عبد العظیم انھیں صحابی اجل سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ میں جس طرح مسلمان کی ایذا اُس کی زندگی میں مکروہ جانتا ہوں یونہی بعد موت کے اُس کی ایذا کو ناپسند رکھتا ہوں اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ کما فی شرح الصدور ۱۲ اقول وھذہ الاحادیث تؤید ما اخترنا و تؤذن ان تاویل ابی جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ لیس فی محلہ فیما فی عامۃ الکتب تاخذ لاعتضادھا بنصوص الاحادیث وانہ علیہ الاکثر وقد نصوا ان العمل بما علیہ الاکثر وانہ لا یعدل عن روایۃ ما وافقتہا

درایة فکیف اذا کان ھو الاشھد لا الاظھر لا الازھر و بھذا الضعف ما زعم
العلامة البدر فی العمدة فتبصر انہیں احادیث سے ہمارے علما رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم
نے بے ضرورت قبر پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پاؤں رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ سب حرمت مومن
کے خلاف اور ترک ادب و گستاخی ہے فی النوادر و التحفة والبدائع و المحیط وغیرہا
ان اباحنیفة کرہ وطء القبر والقعود والنوم او قضاء الحاجة علیہ کذا نقل العلامة
ابن امیر الحاج فی الحلیة اقول والکراھة عند الاطلاق کراھة تحریم کما صرحوا بہ
مع ما یفیدہ من النھی الوارد فی الاحادیث مع علاوة الایذاء والاحترام فھذا ما
ندین اللہ تعالیٰ بہ وان قیل وقیل حاشیہ طحطاوی علی شرح نور الایضاح میں سراج
وہاج سے ہے ان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جاز لہ المشی علیہ للضرورة اھ اقول
وھذا ایضا دلیل علی ما اخترنا من کراھة التحریم فان المفہوم المخالف معتبر
فی الروایات وکلام العلماء بالاتفاق فافاد ان المشی لا یجوز بلا ضرورة
وما لا یجوز فادناہ کراھة التحریم سیدی عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے
ہیں قال الوالد ...... رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی الدرر ویکرہ ان یطاء
القبر لما روی عن ابن مسعود الخ وذکر الاثر الذی ذکرناہ اور محیط سے نقل
فرمایا یکرہ ان یطأ علی القبر یعنی بالرجل ویقعد علیہ اھ قولہ یعنی بالرجل
قلت فسر بذلک لئلا یحمل علی الجماع اقول ویکرہ ایضا بل اشد لما فیہ من
زیادة الاستخفاف کالوطء علی سطح المسجد مع الدلالة علی تناھی القلب فی
تناسی الموت فکان الحمل علی الوطء بالرجل لیکون ادخل فی النھی عن الوطء
بمعنی الجماع بطریق دلالة النص لا لانہ غیر مکروہ ھکذا ینبغی ان یفھم
اور جامع الفتاوی سے لاتے انہ دالتراب الذی علیہ حق المیت فلا
یجوز ان یوطاء اور مجتبی سے ان المشی علی القبور یکرہ اور شرعة الاسلام

وفی حاشیة العلامة الطحطاوی علی مراقی الفلاح عن شرح المشکوٰة والوطء لحاجة کدفن المیت لا یکرہ اھ وعن السراج فان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جاز لہ المشی علیہ للضرورة ۱۲

وشرح شرعۃ سے من السنۃ ان لا یطأ القبور فی نعلیہ قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کان یکرہ ذلک الخ اور امام شمس الائمہ حلوانی سے انہ قال یکرہ اور امام علی
ترجمانی سے قال یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت اھ اقول وھذا
نص علی ما اخترنا من کراھۃ التحریم اذ لا اثم فی المکروہ تنزیہا لانہ مرجعہ الی
خلاف الاولی ولانہ ربما تعمدہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیانا للجواز والنبی
معصوم عن تعمد الاثم ولان المؤثم لا یجوز فلا معنی لبیان الجواز ولانہم صرحوا
انہ یجامع الاباحۃ کما فی الشامیۃ ردالمحتار عن العلامۃ ابی السعود والمعصیۃ
لا تجامعها ولانہم یعبرون عنها بنفی البأس وای بأس اعظم من الاثم ولان المؤثم
واجب الترک وما وجب ترکہ کان فعلہ مقاربا للحرام وھذا معنی کراھۃ التحریم
ولانہم نصوا ان فاعل المکروہ تنزیہا لا یعاقب اصلا کما فی التلویح مع ما اعتقدنا
ان للہ تعالی ان یعاقب علی کل جریرۃ ولا صغیرۃ فھذہ بحمد اللہ سبعۃ دلائل
ناطقۃ بان ما وقع عن بعض ابناء النعمان فی رسالۃ شرب الدخان من ان المکروہ
تنزیہا من الصغائر غلط فاحش وخطأ عظیم نعم قد صرح البحر فی بحرہ ان المکروہ
تحریما منها فتثبت ولا تخبط نور الایضاح اور اُس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے
فصل فی زیارۃ القبور ندب زیارتها من غیر ان یطأ القبور اُسی میں ہے کرہ
وطؤھا بالاقدام لما فیہ من عدم الاحترام وقال قاضی خان لو وجد طریقا
فی المقبرۃ وھو یظن انہ طریق احدثوہ لا یمشی فی ذلک وان لم یقع فی ضمیرہ
لا باس بان یمشی فیہ اھ ملخصا اقول وھذا ایضا دلیل ما اخترناہ فانہ
علق نفی البأس علی ان لا یقع فی قلبہ انہ طریق علی قبر فافاد وجود البأس فیما
اذا وقع ذلک فی نفسہ وایضا قد تقدم التصریح بالحرمۃ عن الشامی والطحطاوی
عن علمائنا رحمہم اللہ تعالی علامہ اسمعیل نابلسی حاشیہ درر وغرر میں

فرماتے ہیں لا باس بزیارۃ القبور والدعاء للاموات ان کانوا مومنین من وطاء القبور کما فی البدائع والملتقط اھ طریقہ محمدیہ میں ہے من آفات الرجل المشی علی المقابر اھ امام علامہ محقق علی الاطلاق ان لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں جن کے اعزا و اقربا کے گرد مخلوق دفن ہے وہ ان کی قبروں کو روندتے ہوئے اپنے عزیزوں کی گور تک جاتے ہیں انہیں چاہیے کنارہ گورستان سے زیارت اور دعا کریں اور ان کی قبروں کے قریب نہ جائیں فقد قال فی الفتح یکرہ الجلوس علی القبر و وطؤہ وحینئذ فما یصنعہ من دفنت حول اقاربہ خلق من وطأ تلک القبور الی ان یصل الی قبر قریبہ مکروہ اھ امام محدث حافظ الحدیث ابوبکر بن ابی الدنیا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اقبلت من الشام الی البصرۃ فنزلت الخندق فتطہرت وصلیت رکعتین باللیل ثم وضعت راسی علی قبر فنمت ثم انتبہت فاذا بصاحب القبر یشتکی ویقول لقد اذیتنی منذ اللیلۃ الخ یعنی میں ملک شام سے بصرہ کو آتا رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھکر سو رہا جاگا تو ناگاہ سنا کہ صاحب قبر شکایت کرتا اور فرماتا ہے کہ تو نے رات بھر مجھے ستایا۔ ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت ابو عثمان نہدی وہ ابن میناء سے راوی میں مقبرے میں گیا دو رکعت پڑھکر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا صاحب قبر کہتا ہے قم فقد اذیتنی اٹھ کہ تو نے مجھے ایذا دی۔ امام حافظ ابو منده قاسم بن مخیمرہ سے راوی کسی شخص نے ایک قبر پر پاؤں رکھا قبر سے آواز آئی الیک عنی یا رجل ولا تؤذنی اپنی طرف ہٹ اے شخص میرے پاس سے اور مجھے ایذا نہ دے ذکرھما العلامۃ السیوطی فی شرح الصدور اقول وفیہما تائید لما علیہ عامۃ علمائنا خلافا للامام ابی جعفر ومن تابعہ من

بعض المتاخرین اور اس فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی سے سنا کہ ہمارے بلاد میں مارہرہ مطہرہ کے قریب ایک جنگل میں گنج شہیداں ہے کوئی شخص اپنی بھینس لیے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی ناگاہ بھینس کا پاؤں جا رہا معلوم ہوا یہاں قبر ہے قبر سے آواز آئی اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا وفیہا قصۃ لطیفۃ تدل علی عظیم فضل اللہ وعجیب صنعہ فی الشہداء اب بحمد اللہ تعالیٰ حکم مسئلہ مثل آفتاب روشن ہوگیا جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے اور اُسے تکیہ لگانے اور مقابر میں جوتہ پہنکر چلنے والوں کو منع فرمایا اور علما نے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں نہ پڑے گورستان میں جو رستہ جدید نکالا گیا ہو اُس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم دیا کہ قبر پر پاؤں نہ رکھیں بلکہ اُس کے پاس نہ سوئیں سنت یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ بیٹھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلحاظ ادب پاس بھی نہ جائیں دور ہی سے زیارت کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگرچہ جانوروں کو کھلانا جائز فرمایا مگر یہ کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں اور تصریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مردہ و زندہ برابر ہے اور جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مُردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں اور اُنھیں تکلیف دینا حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ فعل مذکور فی السوال کس قدر بے ادبی و گستاخی و باعث گناہ و استحقاق عذاب ہے جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا پھرنا بیٹھنا لیٹنا قبور کو پاؤں سے روندنا اُن پر پاخانہ پیشاب جماع سب ہی کچھ ہوگا اور کوئی دقیقہ بے حیائی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہیگا والعیاذ باللہ رب العٰلمین علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں اُن میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے کما صرح بہ العلامۃ المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فی التیسیر شرح الجامع الصغیر اور ظاہر ہے کہ مقابر مسلمین میں صدہا مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورۃ اُن میں بندگانِ مقبول بھی ضرور ہونگے بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ امید ہے کہ بہت بندے خدا کے جو زندگی میں آلودہ گناہ تھے بعد موت پاک و طیب ہوگئے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں الموت کفارۃ لکل مسلم موت کفارۂ گناہ ہے ہر سُنّی مسلمان کے لئے اخرجہ ابو نعیم و البیہقی فی شعب عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال السیوطی حدیث حسن لغیرہ اسی لیے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم دیا فاجر معلن کے فسق و فجور کا اُس کی زندگی میں اعلان کیا جائے تاکہ لوگ اُس سے احتراز کریں اخرجہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن

ف۱ فائدہ جلیلہ محاورہ قرآن وحدیث میں مومن و مسلم خاص اہلسنت کو کہتے ہیں کہ زمانۂ نزول قرآن عظیم و ارشاد احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہلسنت اہل جماعت ہی تھے اس زمانہ برکت نشان میں کسی بدمذہب مبتدع کا ہونا محال تھا کہ بدمذہبی شبہہ و نادلیل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما تھے اگر شبہہ گزرتا حضور کشف فرمانے خیر والا مانتا تو سُنّی ہوتا نہ مانتا تو کافر ہو جاتا بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی ولہذا آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین سے جب علمانے حجیت اجماع پر استدلال کیا تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد امت اجابت ہیں مبتدعین امت اجابت نہیں امت دعوت ہیں دیکھو توضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہو کہ انما المؤمنون اخوۃ وغیرہا آیات و احادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں انھیں کے باہم اتفاق و اتحاد کا حکم ہے ندوہ خذلہ اللہ تعالی کی تعمیم اور تمام گمراہوں بدمذہبوں سے اتحاد و وداد کی تعلیم سب بددینوں کی تکریم و تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بد دینی و ضلالت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی ۱۲ منہ حفظ ربہ۔

عدی فی الکامل والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن والخطیب فی التاریخ کلھم
عن الجارود عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ
یحذرہ الناس اور بعد موت کیسا ہی فاسق فاجر ہو اُس کے بُرا کہنے اور اُسکی بُرائیاں
ذکر کرنے سے منع فرمایا کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ گیا اخرج الامام احمد والبخاری
والنسائی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تسبوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا
واخرج ابوداود والترمذی والحاکم والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکروا محاسن موتاکم
وکفوا عن مساویھم واخرج النسائی بسند جید عن عائشۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تذکروا ھلکاکم الا بخیر
بعد اس اطلاع کے بھی اگر ایسے اشخاص اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو اب
اُن کی گستاخیاں عوام مؤمنین کے ساتھ ہی نہیں بلکہ حضرات اولیائے کرام
کے ساتھ بھی ہونگی اور اشد و اعظم مصیبت اُس کی جو اولیا کی جناب رفیع میں
گستاخ ہو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے
من عادیٰ ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب جو میرے کسی ولی سے دشمنی باندھے تو
بیشک میں نے اُس سے لڑائی کا اعلان کر دیا رواہ الامام البخاری عن
سیدنا ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقول وکفے بالجامع الصحیح حجۃ وان
کان فی القلب الذھبی ما کان غرض اُن لوگوں پر ضرور ہے کہ اپنے حال
سقیم پر رحم کریں اور خدائے جبّار قہار جل جلالہٗ کے انتقام سے ڈریں اور
مسلمانوں کے اموات کو ایذا نہ پہنچائیں آخر انہیں بھی اپنے امثال کی طرح

ایک دن زمین میں جاتا اور بے کس بے بس ہو کر پڑتا ہی جیسے آج یہ لوگوں کے ساتھ پیش آتے ہیں ویسا ہی اور لوگ کل ان کے ساتھ کریں گے عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کماتدین تدان اخرجہ ابن عدی فی الکامل عن ابن عمر واحمد فی المسند عن ابی الدرداء وعبد الرزاق فی الجامع عن ابی قلابۃ مرسلا وھو عند الاخرین قطعۃ حدیث قلت ولہ شواھد جمۃ وھو من جوامع کلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی طرف شکوے کہ یہ بلا ان جاہلوں میں اُن اجہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے جنھوں نے اموات کو بالکل پتھر سمجھ لیا کہ مر گئے اور خاک ہوگئے نہ اب کچھ سنیں نہ سمجھیں نہ کسی چیز سے ایذا یا راحت پائیں اور جہاں تک بن پڑا قبور مسلمین کی عظمت قلوب عوام سے چھیل ڈالی فانا للہ وانا الیہ راجعون

وصل دوم

فتوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم اولیٰ

مسئلہ از کلکتہ امرتلا لین نمبر ۲ مرسلہ حاجی لعل خاں صاحب و بار دوم بلفظہ از کا پنور بازار نیا گنج کمپنی داؤد جی دادا بھائی سورتی مرسلہ عبد الرحیم صاحب ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک سطح وقف زمین جو کہ قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پُرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں اور باقی ایک تہائی سطح میدان پڑا ہوا ہے اور وہاں کے عمر رسیدہ قریب

انتی سے سو برس کے بزرگوں سے تحقیق کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ہوش سے ہم لوگوں کے جانتے ہیں کسی حصہ اس سطح زمین میں کوئی میت دفن نہیں ہوئی ہے اس پر چند مسلمانان عالی ہمت نے اس تہائی عالی سطح زمین پر مدرسہ و کتب خانہ بنانے کے لیے حاکم وقت سے درخواست کی تحقیق کرنے کے بعد کہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے حاکم نے اجازت دی۔ ان حضرات نے مدرسہ و کتب خانہ بنانے کے لیے تمام سامان فراہم کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے مقام پر مدرسہ و کتب خانہ بنانا درست ہے یا نہیں اور مدرسہ کی نیو کھودتے وقت اگر اتفاقاً وہاں مردہ کی بوسیدہ ہڈی نکلے تو اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

وقف کی تبدیل جائز نہیں۔ جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہو اُسے بدل کر دوسرے مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے۔ یونہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں سراج وہاج پھر فتاوی ہندیہ میں ہے لا یجوز تغییر الوقف عن هیأته فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیه مصلحة الوقف اھ قلت فاذا لم یجز تبدیل الهیأة فکیف بتغییر اصل المقصود اور اس بارہ قبرستان میں سو برس سے کوئی قبر نہ ہونا اُسے قبرستان ہونے سے خارج نہیں کر سکتا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے قول مفتی بہ پر تو واقف کے صرف اتنے کہنے سے کہ میں نے یہ زمین دفن مسلمانان کے لیے وقف کی یا اس زمین کو مقبرہ مسلمین کر دیا وہ تمام زمین قبرستان ہو جاتی ہے اگرچہ ہنوز ایک مردہ بھی دفن نہ ہوا ہو اور امام محمد کے قول پر ایک شخص کے دفن سے ساری زمین قبرستان ہو جاتی ہے اسعاف پھر ردالمحتار میں ہے تسلیم کل شیء بحسبه

فی المقبرۃ بل عن واحد وفی السقایۃ بشربہ وفی الخان بنزولہ ہدایہ وہندیہ
میں ہے وعند ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول ملکہ بالقول کما ہو اصلہ
وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا استقی الناس من السقایۃ وسکنوا الخان
والرباط ودفنوا فی المقبرۃ زال الملک ویکتفی بالواحد لتعذر فعل الجنس
کلہ وعلی ہذا البئر والحوض درمختار وشامی میں ہے قدم فی التنویر والدرر
والوقایۃ وغیرہا قول ابی یوسف وعلمت ارجحیتہ فی الوقف والقضاء پس
صورت مستفسرہ میں وہاں مدرسہ وکتب خانہ بنانا بھی جائز نہیں اگرچہ مردہ کی
ہڈی نہ نکلے اور نکلنے کی حالت میں مخالفت اور اشد ہو جائے گی کہ غیر مسلم کی
بے حرمتی ہوئی کما بیناہ فی الامر باحترام المقابر واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتوائے ثانیہ

مسئلہ از کانپور مسجد رنگیان مرسلہ مولوی شاہ احمد حسن صاحب مرحوم بوساطت
جناب مولنٰا مولوی وصی احمد صاحب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ
بخدمت سراپا برکت مولنٰا صاحب مجدد مأتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ امام جماعت
عالم سنت مولنٰا وسیدنا المولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دامت فیوضاتہم
وعمت سکنۃ المشارق والمغارب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کانپور مولوی
احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی کہتے تھے کہ بالفعل ایک اشد ضرورت ہے
وہ یہ کہ جامع العلوم والوں نے ایک فتوی لکھا مستفتی میرے پاس لایا میں نے
ان کے خلاف جواب لکھا جامع العلوم والوں نے اس کو دیوبند بھیجا انھوں نے
اپنے ہم مذہبوں کے جواب کی تصدیق کی مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ اب میں کس کے
قول پر عمل کروں میں نے کہا کہ جو فیصلہ حکم کرے اس پر عمل کرو۔ حضرت مولنٰا سے

پڑھکر کون حکم ہے لہذا اس استفتے کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور مولنا سے جواب لکھوالو اور فوراً روانہ کردو چونکہ میرا ارادہ حاضری کا تھا میں نے استعفلنے لیا اور اتفاق کہ میں حاضر نہ ہوسکا اور یہ بہت ضروری ہے لہذا اس عریضہ کو میں ہمراہ سید عبد الشکور صاحب حاضر خدمت کرتا ہوں اسی وقت فیصلہ لکھ بھیجے اور سعید صاحب ہی کے ہمراہ واپس فرمائیے کہ میں روانہ کردوں مولوی احمد حسن صاحب انتظار میں ہونگے۔

نقل استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک سطح وقف زمین کو قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں الخ ملخصہ (سوال آمدہ از کلکتہ ام تالابین واز کانپور بازار بتا گنج ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ کو عنقریب فتاوے میں گزرا) جواب اہالی مدرسہ جامع العلوم ایسے مقام پر کتب خانہ اور مدرسہ بنانا جائز ہے لعدم المانع اور اگر بوسیدہ ہڈی اتفاقی طور پر نکل آئیں تو اس کو کہیں دفن کر دے وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ اھ شامیہ ص ۵۹۹ ج ۱ واللہ اعلم۔

الاحقر محمد رشید مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

دوعالم زفیض محمد رشید
۱۳ ھ ۱۳

من اجابه فقد اصاب - محمد عبد اللہ عفی عنہ

ھذا الجواب غیر صحیح لانہ مخالف لعبارۃ المختار

محمد عبد الرزاق مدرس مدرسہ امداد العلوم کانپور

محمد عبد الرزاق

خلاصہ جواب جناب مولوی احمد حسن صاحب صورت مسئولہ میں اس مقام پر کتب خانہ و مدرسہ بنانا ناجائز ہے اس لیے کہ یہ جگہ جب مقبرہ کے نام سے مشہور اور وقف ہے تو شرعاً یہ مقبرہ سمجھا جائیگا اور اس مقبرہ کے لیے یہ زمین وقف ہو گی اور اُس کی شہرت اس کے ثبوت کے لیے دلیل کافی ہے درمختار میں ہے تقبل فیہ الشھادۃ بالشھرۃ الخ ردالمحتار میں ہے الخ عالمگیریہ میں الشھادۃ علی الوقف بالشھرۃ تجوز الخ اور اس کے مندرس ہو جانے سے دوسرا کوئی نفع لینا درست نہوگا قاضی خاں مطبوعہ مصر جلد ثالث ص۳۱۲ مقبرۃ فی قریۃ مجلۃ لم یبق فیھا اثار المقبرۃ ھل یباح لاھل المحلۃ الانتفاع بھا قال ابو نصر رحمہ اللہ تعالی لا یباح عالمگیری جلد ثانی مطبوعہ مصر ص۴۷۰ و ۴۷۱ سئل القاضی الامام شمس الائمۃ محمود الاوزجندی فی المقبرۃ اذا اندرست ولم یبق فیھا اثر الموتی لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط نہ عدم جواز انتفاع بالمقبرۃ امام زیلعی کی اس عبارت کے خلاف ہے اس لیے کہ اُنھوں نے جواز میت کے بوسیدہ اور خاک ہو جانے پر مرتب فرمایا ہے اور یہاں عدم جواز اس وجہ سے نہیں بلکہ بسبب مقبرہ کے وقف ہونے کے ہے جیسا کہ مصحح نے عالمگیریہ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے عبارت منقولہ عالمگیریہ پر یہ عبارت لکھی ہے قولہ قال لا ھذا لاینافی ما قالہ الزیلعی لان المانع ھھنا کون المحل موقوفا علی الدفن فلا یجوز استعمالہ فی غیرہ فلیتأمل ولیحرز اھ مصححہ اور مسائل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غیر جنس کی طرف نقل وقف جائز نہیں عالمگیریہ جلد ثانی ص۴۷۸ سئل شمس الائمۃ الحلوانی عن مسجد او حوض خرب ولا یحتاج الیہ لتفرق الناس ھل للقاضی ان یصرف اوقافہ الی مسجد اٰخر او حوض اٰخر قال نعم ولو لم یتفرق الناس ولکن استغنی الحوض عن العمارۃ وھناک

مسجد محتاج الی العمارۃ او علی العکس ھل یجوز للقاضی صرفہ وقفہا ما استغنی عن العمارۃ ما ھو محتاج الی العمارۃ فقال لا وکذا فی المحیط لہٰذا اُس زمین میں جو دفن کے لیے وقف ہو مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہ ہوگا گو خالی ہی کیوں نہ ہو اور دوسرے اُس کا خالی ہونا فقط اتنی شہادت سے کہ ہماری عمر میں ہمارے علم میں کوئی میت دفن نہ کی گئی نہیں ثابت ہوسکتا بلکہ اس قدیم مقبرے کا پُر ہونا سمجھا جاتا ہی کہ جب دو تہائی زمین میں قبریں اس قدر پُرانی ہیں کہ سو برس سے لوگوں کے ہوش سے قبل کی ہیں تو اس ایک ثلث میں اس سے بھی پہلے کی ہونگی اور وہ بالکل منہدم ہوگئی ہوں زمین صاف معلوم ہوتی ہو زمین بھر جانے کی وجہ سے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص بیان کرے کہ جب سے یہ زمین مقبرہ کے لیے وقف ہوئی کوئی میت اس تہائی میں نہ دفن کی گئی تو البتہ خالی ہونا ثابت ہوسکتا ہے پھر بھی مدرسہ وغیرہ سوائے دفن کے دوسرے کام میں لانا ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ عبدہ العاصی فضل الٰہی عفی عنہ ہٰذا الجواب صحیح کتبہ عبدالرزاق عفی عنہ۔

الجواب الثانی صحیح کتبہ احمد حسن عفی عنہ

جواب مولوی رشید احمد گنگوہی و دیوبندیان الجواب یہ جواب صحیح نہیں ہے اور مجیب صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا الحاصل اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے تو کچھ کلام نہیں اور قبرستان کو جو وقف مشہور کردیتے ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ گورستان وقف نہیں ہوتا اور بعد تسلیم اس بات کے کہ وہ وقفی ہے اُس صورت میں کہ وہاں دفن اموات کا ایسا مدت دراز سے بند ہے تو اُس میں دوسرا امکان وقفی بنادینا درست ہی لہٰذا مدرسہ وقفی بنانا اُس گورستان میں جائز ہی چنانچہ اس روایت سے واضح ہی عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ فان قلت ھل یجوز ان تبنی المساجد علی قبور المسلمین

قلت قال ابن القاسم لو ان مقبرۃ من مقابر المسلمین عفت فبنی قوم علیہا مسجدا لم ار بذلک بأسا وذلک لان المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتاھم لا یجوز لاحد ان یملکہا فاذا درست واستغنی عن الدفن فیہا جاز صرفہا الی المسجد لان المسجد ایضا وقف من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکہ لاحد فمعنا ھما علی ھذا واحد اور کتب فقہیہ میں بھی روایات جواز موجود ہیں مگر بندہ کو مہلت نہیں فقط

واللہ تعالی اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد
۱۳ ۔ ۱

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ

محمد یسین عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ مسکین محمد یسین عفی عنہ

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ

جبکہ وہ مقبرہ نہایت کہنہ ہے اور اس وقت دفن کرنا وہاں متروک ہوگیا ہے تو بناء مدرسہ اس جگہ میں خصوصًا حصہ خالی میں درست ہے البتہ اگر وہ مقبرہ فی الحال دفن اموات کے کام آتا ہو تو کوئی اور بنا اس میں درست نہیں ہے قال فی العلمگیریۃ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ کذا فی التبیین فقط واللہ تعالی اعلم

۱۳۰۷
متوکل علی العزیز الرحمن

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جواب اول غلط صریح اور حکم ثانی حق وصحیح اور تحریر ثالث جہل قبیح ہے اولًا سوال میں صاف تصریح تھی کہ ایک سطح وقف زمین پھر مجیب سوم کی تشقیق کہ اگر وہ قبرستان وقف نہیں الخ محض شقشقہ بے معنے ہے ثانیا قبرستان کو جو وقف مشہور کردیتے ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اس کا یہ مشار الیہ شہرت ہے یا وقفیت اول

صحیح ہے مگر محل استدلال سے بے محل سوال اُس صورت خاصہ سے ہے جہاں شہرت موجود ہے اُس پر حکم کے لیے ہر جگہ شہرت کیا ضرور ہوتی ہیں دوم بھی اگر مقصود سلب و تعقیب یکحالی انتفائے شہرت ہو اور انہیں دونوں صورتوں میں یہ قول کہ اکثر جگہ دیکھا گیا کہ گورستان وقف نہیں ہوتا رو بصحت رکھتا ہے اگرچہ کثیر و اکثر میں فرق نہ کرنا ضیق نطاق بیان ہے اور اگر نفی وقفیت باوصف شہرت مراد تو محض مردود و ظاہر الفساد اور اب وہ شہادت مشاہدہ اکثر بلا وصراحتہ حکایت بے محکی عنہ ہے متون و شروح و فتاوائے مذہب میں تصریحات جلیہ ہیں کہ شہرت مثبت وقفیت و مسوغ شہادت ہے کلام مجیب دوم مسلمہ ہیں بھی اس کی بعض نقول منقول پھر باوصف تسلیم دلیل شرعی نفی مدلول جہل قطعی ہے جہاں شہادت شہرت کو نہ ماننا نہ اسی مقبرہ بلکہ عامہ اوقاف قدیمہ کو یکسر مٹا دینا ہے کہ طول زمانہ کے بعد شہود و معائنہ کہاں اور مجرد خط حجت نہیں فتاوے خیریہ میں ہے لا یعمل بمجرد الخط ولا بمجرد الحجة لما صرح به علماؤنا من عدم الاعتماد علی الخط وعدم العمل به کالمکتوب الواقف الذی علیه خطوط القضاة الماضین وانما العمل فی ذلك بالبینة الشرعیة اُسی میں ہے کتاب الوقف انما هو کاغذ به خط وهو لا یعتمد علیه ولا یعمل به کما صرح به کثیر من علمائنا والعبرة فی ذلك للبینة الشرعیه وفی الوقف یسوغ للشاهد ان یشهد بالسماع ویطلق ولا یفصل فی شهادته قوله بعد شهادته لم اعاین الوقف ولکن اشتهر عندی او اخبرنی به من اثق به اب اگر شہرت بھی مقبول نہ ہو تو ہزاروں وقف سوا اس کے کہ محض بے ثبوت و باطل قرار پائیں اور کیا نتیجہ ہے ثالثاً مقبرے کے لیے وقف تسلیم کر کے اُس میں مدرسہ وغیرہ دوسرے مکان وقفی بنانے کو درست بتانا ظلم واضح وجہل فاضح ہے کہ اس میں صراحتہً تغییر وقف ہے اور وہ حرام ہے حتی کہ متولی کو بھی جو وقف پر ولایت رکھتا ہے نہ کہ اجنبی حتی کہ علمائے تغییر ہیأت کی بھی بے اذن واقف اجازت نہ دی

مسئلہ وقف میں شہرت کا فیصلہ اور گنگوہی صاحب کی جہالت

مسئلہ وقف میں بغیر اجازت ... اور گنگوہی صاحب

نہ کہ تغیر اصل وقف عقود الدریہ میں ہے لا یجوز للناظر تغییر صیغۃ الواقف کما افتی بہ الخیر الرملی والحانوتی وغیرھما سراج الوہاج و ہندیہ میں ہے لا یجوز تغییر الوقف عن ھیأتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیہ مصلحۃ الوقف فتح القدیر و رد المحتار و شرح الاشباہ للعلامۃ البیری میں ہے الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ اخری ا ھ بعضا مدرسہ یا کتب خانہ یا کوئی مکان کیا خالی دیواروں کا نام ہے ہر عاقل ادنی عقل والا بھی جانتا ہے کہ زمین ضرور اس میں داخل تنہا دیواروں کو بیت و خانہ و مدرسہ نہیں کہتے بیت و خانہ مدرسہ جائے درس محل درس زمین ہے یا دیواروں پر بیٹھکر درس ہوگا اور یوں بھی ہوتا ہم قرار استقرارکو انہا علی الارض سے کیا چارہ اور یہ زمین ایک بار ایک جہت کیلیے وقف ہو چکی دوبارہ وقفیت کیونکر معقول کہ واقف کا وقت وقف مالک موقوف ہونا شرط وقف ہو کہ ہمارے مذہب میں باتفاق اہل وقوف اسپر صحت وقف موقوف اور وقف بعد تمامی کسی کی ملک نہیں تو خود اصل واقف بھی اگر دوبارہ اُسے وقف کرنا چاہے محض باطل ہوگا نہ کہ زید و عمرو بلکہ یہ حکم عام ہے خواہ وقف دوبارہ جہت اخرے پر ہو یا اُسی جہت اولے پر کہ علی الاول تحویل باطل ہے اور علی الثانی تحصیل حاصل والکل باطل بحر الرائق و عالمگیریہ وغیرہما میں ہے۔ اما شرائطہ فمنہا العقل والبلوغ ومنہا ان یکون قربۃ ومنہا الملک وقت الوقف و تفریع علی اشتراط الملک انہ لا یجوز وقف الاقطاعات ولا وقف ارض الحوز للامام ا ھ ملتقطا اسعاف میں ہے۔ اتفق ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالی ان الوقف یتوقف جوازہ علی شروط بعضہا فی المتصرف کالملک فان الولایۃ علی المحل شرط الجواز والولایۃ تستفاد بالملک او ھی نفس الملک اُسی میں ہے لو وقف ارضا اقطعہ ایاھا السلطان فان کانت ملکا لہ او مواتا صح وان کانت من بیت المال لا یصح

خواہ مساً تنہا عمارت وقف ہو گی یا تنہا زمین یا دونوں ثانی بدیہی البطلان لان الوقف
لا یوقف یوہیں ثالث لانہ علیہ یتوقف آول کا جواز ارض غیر محتکرہ میں صرف اُس
صورت میں ہو کہ یہ عمارت اُسی کام پر وقف ہو جس پر اصل زمین کا وقف ہے ہو الصحیح وبہ
ہو التحقیق وبہ التوفیق تو زمین معترہ اور دیواریں مدرسہ یہ محض وسوسہ فتاوے
علامہ خیر الدین رملی میں ہے سئل فی کرم مشتمل علی عنب وتین وارضہ وقف
سیدنا الخلیل علیہ وعلی نبینا وسائر الانبیاء افضل الصلوۃ واتم السلام
من الملک الجلیل ادعی رجل بانہ وقف جدہ ھل تسمع دعواہ اجاب لا تسمع
ولا تصح اذ الکرم اسم للارض والشجر وان ارید بہ الشجر فوقف الشجر علی جھۃ
غیر جھۃ الارض مختلف فیہ وقد قال صاحب الذخیرۃ وقف البناء من غیر
وقف الارض لم یجز ھو الصحیح وان ارید کل من الارض والشجر فبطلانہ بدیہی
التصور وان ارید الارض فبدیہیۃ البطلان اولی اھ ملتقطا اُسی میں اس کے
متصل ہے کیف یصح للواقف وقفھا علی نفسہ وھی وقف الخلیل علیہ الصلوۃ
والسلام اھ وھذا معنی قولہ فبطلانہ بدیہی التصور ردالمحتار میں ہو الذی حررہ
فی البحر اخذا من قول الظہیریۃ واما اذا وقفہ علی الجھۃ التی کانت البقعۃ
وقفا علیھا جاز اتفاقا تبعا للبقعۃ وان قول الذخیرۃ لم یجز ھو الصحیح مقصور
علی ما عدا صورۃ الاتفاق وھو ما اذا کانت الارض ملکا او وقفا علی جھۃ اخری
اھ وعلی ھذا فینبغی ان یستثنی من ارض الوقف ما اذا کانت معدۃ للاحتکار وبہ
یتضح الحال ویحصل التوفیق بین الاقوال اھ ملخصا وقد اوضحناہ فیما علقنا علیہ
سادساً مدرسہ یا کتب خانہ جو بنایا جائے گا جبکہ شرعاً وقف نہیں ہو سکتا لاجرم ملک
بانیان پر رہیگا اور اب یہ صراحۃً وقف میں تصرف مالکانہ اور اپنے انتفاع کے
لیے اُس میں عمارت بنانا ہو گا تو آفتاب کی طرح واضح کہ قاضی خاں و علمگیری

ومحیط کی عبارات جو مجیب دوم صاحب نے نقل کیں کہ مقبرہ اگرچہ مندرس ہو جائے اُس
میں قبر کا نشان و رکنار اموات کی ہڈی تک نہ رہے جب بھی اُس سے انتفاع حرام
اور ہمیشہ اُس کے لیے حکم مقبرہ رہے گا اسی طرح فتاوی ظہیریہ و خزانۃ المفتین و اسعاف
کی عبارات کہ مقبرۃ قدیمۃ بمحلۃ لم یبق فیہا آثار المقبرۃ لا یباح لاہل المحلۃ
الانتفاع بہا وان کان فیہا حشیش یحش منہا ویخرج الحشیش الی اللہ واب
وان ترسل الدواب فیہا قطعاً مفید مدعا نہیں اور مجیب سوم کا یہ زعم کہ مجیب
صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا محض سوءِ
فہم وجہل مبین ہے شایعاً مجیب سوم کو جب فقہ میں کوئی راہ نہ ملی ناچار متون و شروح
و فتاوائے مذہب سب بالائے طاق رکھ نصوص اصول و فروع فقہ حنفی سب سے
آنکھ بند کر کے شرح صحیح بخاری سے ایک روایت خارج عن المذہب پر قناعت کی
کہ ابن القاسم نے کہا کہ میری رائے میں جب مقبرے کے آثار مٹ جائیں اور اُس کی
حاجت نہ رہے تو وہاں مسجد بنا لینا جائز ہے عربی لفظوں کا ترجمہ دیکھ لیا اب یہ
ادراک کیسے کہ یہ ابن القاسم کون ہیں کس مذہب کے عالم ہیں انکا قول مذہب
حنفی میں کہاں تک سُنا جا سکتا ہے اور وہ بھی خاص اُن کی اپنی رائے اور وہ بھی
اصول و فروع مذہب کے صریح خلاف مجیب صاحب علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح جامع
صحیح میں صرف اقوال مذہب پر انحصار نہیں کرتے بلکہ ائمہ اربعہ اور اُن سے بھی تجاوز
کر کے اُن کے تلامذہ و اصحاب وجوہ بلکہ اُن سے بھی گزر کر بعض دیگر سابق و لاحق بلکہ
بعض بد مذہبوں مثل داود ظاہری و ابن حزم تک کے اقوال نقل کر جاتے ہیں
بلکہ بارہا ابن واک ہی کے قول پر قناعت فرماتے اور ائمہ مذہب کا مذہب بیان
میں بھی نہیں لاتے۔ جاہل کہ تراجم علما سے آگاہ نہیں آپکی طرح دھوکا کھاتا ہے اور
خادم علم بحمد اللہ تعالیٰ فرق مراتب و تفرقہ مذاہب کی خبر رکھتا ہے علامہ عینی

یہاں کسی کتاب فقہ کی تحریر میں نہیں یہ استطرادی بالائی فوائد ہیں جن سے اقبابل اب پر اطلاع مقصود اور مذہب تو اصلاۃ فرعاً کتب مذہب میں منضبط ہو چکا اُن کی ان نقول کا اکثر مادہ تصانیف ابن المنذر و ابن بطال وغیرہما شافعیہ وغیرہم ہیں انکی عادت ہے کہ محل نقل میں سطروں کی سطریں بلکہ کہیں صفحے کے صفحے بلا غور و بے تغییر لفظ نقل فرماجاتے ہیں جس پر اُن کے امام عصری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے الدرر الکامنہ میں تنبیہ کی یہاں بھی صدر کلام ذکر ما یستنبط منہ من الاحکام سے آپ کی منقولہ حکایت تک اُسی قسم کی عبارت ہے عالم تو متعدد وجہ سے پہچانے گا کہ یہ کلام حنفیہ نہیں آپ نے اتنا ہی دیکھا ہوتا کہ اس عبارت میں ہے الی جواز نبش قبور ھم لانّ ذھب الکوفیون والشافعی و اشہب بھون الحدیث حنفیہ کا محاورہ نہیں کہ اپنے ائمہ کا مذہب یوں بیان کریں کہ کوفے والے ادھر گئے ہیں قائل حنفی ہوتا تو ذھب ائمتنا یا اصحابنا یا علماؤنا و امثال ذلک لکھتا یہ ابن القاسم و اشہب دونوں حضرات[1] مالکی المذہب عالم ہیں خود امام ہمام کے شاگرد اور اُن کے مذہب میں اہل روایت و درایت جیسے ہمارے یہاں زفر و حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم آپ کی مقدس بزرگی کہ مذہب حنفی کے صریح خلاف ایک مالکی عالم کی رائے پر فتوے دیتے اور اُسے اپنے زعم میں مذہب حنفی کی روایت سمجھ رہے ہیں حالانکہ ہمارے ائمہ تو ہمارے ائمہ وہ اس مذہب کے بھی امام مجتہد سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت نہیں اُن عالم مالکی کی اپنی رائے ہے جسے وہ فرماتے ہیں لم ار بذالک باسا کاش بے عقلی اتنی مہلت دیتی کہ آپ کو اپنی منقولہ عبارت سے دو ہی لفظ آگے بڑھنے دیتی تو آپکو کیا ملتا و ذکر اصحابنا یعنی ابن القاسم نے یہ کہا اور ہمارے علمانے یوں فرمایا اسی سے آپ کچھ تو چونکتے کہ یہ ابن القاسم ہمارے علما سے نہیں مگر ہاں جب نا فہمی کی ٹھہری تو آپ کو

[1] حاشیہ: دونوں حضرات کے مزار فائض الانوار قرافہ میں ایک جا ہیں علما فرماتے ہیں ان دونوں مزاروں کے بیچ میں دعا قبول ہوتی ہے ۱۲ حضرت

کیا لگتا کہ اس ذکر اصحابنا کو بھی قال ابن القاسم کے تحت میں داخل اور انھیں کے
مقولے میں شامل مانتے ثانیاً مجیب صاحب آپ نے ناحق اس حکایت غیر مذہب
پر قناعت کی کہ فقط بیچارے مُردہ مسلمانوں کی قبریں طلبہ اور مدرسہ کے بھنگی بھشتی سے
پامال کرانے کی گنجائش ملی اس ذکر اصحابنا کو کیوں نہ لیا کہ مسجدوں میں ہل چلانے
گھوڑے گدھے باندھنے کی راہ چلتی بل ماھو اشنع واخنع وھو اتخاذ موضع المسجد
حشا وکنیفا لقوله وذکر اصحابنا ان المسجد اذا خرب ودثر ولم یبق حوله جماعة
والمقبرة اذا عفت ودثرت تعود ملکا لاربابها قال فاذا عادت ملکا یجوز ان
یبنی موضع المسجد دارا وموضع المقبرة مسجدا وغیر ذلک قال فاذا لم یکن
لها ارباب تکون لبیت المال اھ وذلک لان الدار لا بد لها من ثلاث الاشیاء
مگر آپ کے مزعومہ مولوی پرتی اولاً جانتے تھے کہ کتب معتمدہ مذہب مشہورہ متداولہ میں اسے
صراحۃً رد کیا اور اس کے خلاف پر شد ومد فتوے دیا ہے تنویر الابصار و درمختار
میں ہے ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا
الی قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی وبحر الرائق رد المحتار میں ہے
واکثر المشائخ علیه مجتبی وھو الاوجه فتح ثانیاً یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالی
جسے علامہ عینی نے اصحابنا کی طرف نسبت کیا خاص اُس حالت میں ہے جب
وہ شے موقوف اُس غرض کی صلاحیت سے بالکل خارج ہو جائے جس کے لیے
واقف نے وقف کی تھی اصلا کسی طرح اُس کے قابل نہ رہے رد المحتار میں ہے
ذکر فی الفتح ما معناه انه یتفرع علی الخلاف المذکور ما اذا انهدم الوقف ولیس
له من الغلة ما یعمر به فیرجع الی البانی او ورثته عند محمد خلافا لابی یوسف
لکن عند محمد انما یعود الی ملکه ما خرج من الانتفاع المقصود للواقف بالکلیة
یہ بات مقبرہ مذکورہ میں کیونکر متصور کہ ہنوز تمامی میدان حسب بیان سائل

بالکل خالی پڑا ہے ثالثًا شاید یہ بھی کچھ اندیشہ گزرا کہ اس میں مقبرے کے ساتھ مسجد کی بھی
خبر نہیں مبادا عوام بھڑک جائیں ان وجوہ سے ذکر اصحاب تنا چھوڑ کر ثالث ابن القاسم
کا آسرا پکڑا مگر غافل کہ جن تین اندیشوں سے گریز فرمائی وہی تینوں یہاں بھی آپ پر
عائد بلکہ مع شئے زائد اول تو وجہ سابع میں دیکھ چکے کہ خلاف مفتی بہ ہونا درکنار دوسرے
سے مذہب کا کوئی قول ضعیف بھی نہیں اور ثانی یوں کہ کلام ابن القاسم میں حضرت
ود سست ہی عفا و درس نیست و نابود و ناپید او بے نشان ہونا ہی یہ اس مقبرے پر
کہاں صادق کہ سائل کہتا ہو پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں تو ابھی نیست و نابود و ناپید
نہ ہوا اور اس روایت خارجیہ نے بھی آپ کو کام نہ دیا اور ثالثًا یوں کہ جب اُن
کی رائے میں مجرد مقبرہ موجب اتحاد مسجد بجواز اقامت بجائے یکدگر ہے تو
جیسے مقبرے کو مسجد کرنا روا تو یونہی مسجد کو مقبرہ تو یونہی مسجد کو سرا اور سرا میں بیت الخلا
فان الکل وقف من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکہ لاحد فمعنی الکل علی ھذا واحد
پھر مقبرہ کدھر تا شعا اور براہ مہربانی تھوڑی دیر کو ہوش میں آکر فرمائیے کہ ابن القاسم
نے کہا مقبرے کو بعد بے نشانی مسجد کر دینا روا اور ابوالقاسم محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مقابر پر مسجد بنانا حرام آپکے نزدیک یہ دونوں حکم
حالت واحد پر وارد جب تو آپکا ایمان ہے کہ ابن القاسم کی بات حق جانیں اور
ابوالقاسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد دو نہ مانیں اور اگر حالت مختلف ہے تو پہلے
وہ فرق معین کیجیے جس پر ان دونوں احکام کا انقسام ہوگا کیا فقط نو و کہن کا تفرقہ ہے
کہ نئی قبروں پر مسجد بنانا حرام اور جہاں ذرا پرانی پڑیں اور اب اُن پر نماز جائز
ہوگئی یا فقط اوپر کا نشان مٹ جانا چاہیے یا یہ ضرور ہے کہ لاشوں کے تمام اجزا
ساری ہڈیاں بالکل خاک ہو جائیں مردے بجمیع اجزا ہم تراب خالص کی طرف استحالہ
کریں اسکے بعد روا ہی اول تو بداہۃً باطل اور شاید بعلت وہابیت آپ کے یہاں

ف گنگوہی صاحب کی کمال بلادت کہ احادیث صحیحہ و نصوص ائمہ مذہب چھوڑ کر ایک مالکی عالم کے جس قول سے سند لائے اسکا بھی مطلب نہ سمجھے۔

تو شرک ہوا اور ثانی بھی اسی کی مثل ہے کہ نشان بالا نہ قبر ہے نہ قبر کے لیے لکن و شرط
تو اس کا عدم وجود یکساں معہذا اس مقبرے میں یہ صورت بھی ہنوز متحقق نہ ہوئی کہ
نشان قبور موجود ہیں اور آپکا حکم بے تخصیص ثلث خالی صادق مطلق ہے کہ مدرسہ وغیرہ
بنانا گورستان میں درست ہے اور آپ کے مقلد نے اس اطلاق کی صریح تفسیر کی
کہ بناء مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہی - اس خصوص نے عموم کو
واضح کر دیا لاجرم ثالثاً لیجیے کہ اب یہ آپ پر لازم تھا کہ دلیل شرعی سے اس مدت
کی تعیین کرتے جسمیں مُردوں کی ہڈی پسلی کا اصلاً نام و نشان نہیں رہتا سب خاک
محض ہو جاتے ہیں پھر ثبوت دینا تھا کہ اس مقبرے میں سب سے پچھلی میت دفن
ہوئی اُسے اتنی مدت مقررہ گزر چکی ان دو مرحلوں کو بغیر طے کیے حکم جواز لگا دینا محض
جہل تھا اتنا یاد رکھیے کہ مجرد شک یہاں کام نہ دیگا کہ الیقین لا یزول بالشک عقل و
نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے وجود مانع یعنی بعض اجزائے میت یقیناً معلوم تھا اب جبتک
انعدام جمیع اجزائے اموات پر یقین نہ ہو حکم حرمت و ممانعت ہی رہیگا اور آپکے
لیت و لعل سے کام نہ چلیگا تو ظاہر ہوا کہ اس روایت خارجہ عند المذہب کا دامن
پکڑنا بھی محض سوء فہم و بندگی وہم تھا والعصمۃ باللہ عاشر آ لطف یہ ہی کہ اس
روایت خارجہ میں شرط استغناء عن الدفن لگائی ہے - آیا اس سے یہ مراد کہ اس
کے سوا دوسری جگہ دفن ہو سکتا ہو جب تو یہ شرط محض لغو و عبث ہی وہ کونسا گورستان
ہی جس کی طرف احتیاج دفن بمعنے تولا ہولا متعذر ہو نہ ہرگز تعطل و ویرانی اوقاف میں
صرف اسقدر ملحوظ ہوتا ہے بلکہ یہاں مطمح نظر دو امر رہتے ہیں ایک عدم حاجت بوجہ
عدم محتاجین یعنی وہاں آبادی ہی نہ رہی لوگ متفرق ہو گئے اب حاجت کسے ہو جیسے
جواب دوم میں عالمگیری و محیط سے دربارۂ مسجد و حوض گزرا کہ خرب ولا یحتاج الیہ
لتفرق الناس دوسرے عدم حاجت بوجہ عدم صلوح یعنی وہ شے کسی مانع و قصور

شئی موقوف کے بیکار ہو جانے کے معنے اور گنگوہی صاحب کی تحقیق

ونقص کے سبب اب اُس کام کی نہ رہی مثلاً زمین پر پانی نے غلبہ کیا کہ دفن کی گنجائش نہ رہی فتاوی کبری وجامع المضمرات وہندیہ واسعاف وغیرہا میں ہے امرأۃ جعلت قطعۃ ارض لہا مقبرۃ واخرجتہا من یدہا ودفنت فیہا ابنہا وتلک القطعۃ لاتصلح للمقبرۃ لغلبۃ الماء عندہا فیصلبہا فسادفارادت بیعہا ان کانت الارض بحال لایرغب الناس عن دفن الموتی لقلۃ الفساد فلیس لہا البیع وان کان یرغب الناس عن دفن الموتی فیہا لکثرۃ الفساد فلہا البیع پر ظاہر کہ صورت مستفسرہ میں ہرگز نہ عدم محتاجین ہے نہ عدم صلوح پھر شرط استغنا کسب متحقق ہوئی اور تغیر وقف کی اجازت کس گھر سے ملی تو روشن ہوا کہ مجیب سوم کا اس روایت خارجہ سے تمسک محض تشبث الغریق بالحشیش تھا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق تنبیہ یہ مجیب سوم پر تلک عشرۃ کاملۃ ہیں اور اُن کا رد اُن کے سبب اتباع واذناب کے رو سے معنی ع وکل الصید فی جوف الفرا اور اذناب کے پاس ہی ہی کیا سوا روایت امام زیلعی رحمۃ اللہ تعالی کے جسے خود مولوی گنگوہی صاحب نے کچھ سوچ سمجھکر چھوڑ دیا اور روایت فقہیہ نہ لکھنے کے لیے بےمہلتی کا بہانہ لیا۔ مجیب اول نے لکھی مجیب دوم سلمہ نے جواب دیا بعض اذناب سوم نے بےتعرض جواب پھر اُسی کا اعادہ کیا مگر جناب گنگوہی صاحب چپ کہ یہاں مقبرہ وقف میں کلام ہے مجھے خاص دوسرے مکان وقفی کی اجازت نکالنی مشکل پڑی ہی ہل چلانا کھیتی کرنا کہ اس روایت امام زیلعی میں جائز ہو رہا ہی کس گھر سے جائز کرسکونگا لہذا ہوشیارانہ اس سے عدول کیا جو اذناب کی سمجھ میں نہ آیا غالباً اب تو ناظرین اس روایت کا محل ومحصل سمجھ لیے ہونگے۔ صاحب اس سے مقصود زمین مملوک ہی یعنی اگر کسی کی ملک میں کوئی میت دفن کردیا گیا ہو تو جب وہ بالکل خاک ہوجائے مالک کو روا ہی کہ وہاں کھیتی کرے گھر بنائے جو چاہے کرے لان الملک مطلق

روایت امام زیلعی کی تحقیق

والمالغرزال وھذا ایضا اذاکان ذلک باذنه ولاخفی التصب له اخراج المیت
وتسویة الارض کما ھی لحدیث لیس لعرق ظالم حق علامہ مدقق علائی قدس سرہ
نے درمختار میں اسے ایسے نفیس سلسلے میں منسلک کیا جس نے معنی مراد کو کھولدیا
مجیب اول نے یہ مراد وہیں سے اخذ کی مگر علامہ مدقق کے اشارات تک ہر فہم
کی دسترس کہاں درمختار میں فرمایا یخرج منه بعد اھالة التراب کالا لحق آدمی
کان تکون الارض مغصوبة اواخذت بشفعة ویخیر المالک بین اخراجه
ومساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار ترابا زیلعی در مقبرہ
وقفی میں کھیتی کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہدایہ میں ہے فی غایة القبح ان
یقبر فیه الموتی سنة ویزرع سنة بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین
بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں بلکہ حتی الوسع
اُن کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلہ سے قابو چلے انھیں نیست ونابود پامال کرانے
کی فکر میں رہتے ہیں اُن کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا جیسے وہ خود اپنی حیات میں
ہیں کہ لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیأ حالانکہ شرع مطہر میں مزارات اولیا تو مزارا
عالیہ عام قبور مسلمین مستحق تکریم وممتنع التوہین یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں قبر پر پاؤں
رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے قنیہ میں امام علائے ترجمانی سے
ہے یأثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت حے کہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم جن کی نعلین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پر پڑجائے
تمام قبر جنت کے مشک وعنبر سے مہک اُٹھے اگر مسلمان کے سینے اور موبڑ اور
سراور آنکھوں پر اپنا قدم اکرم رکھیں اُس کی لذت ونعمت وراحت و
برکت میں ابدالآباد تک سرشار وسرفراز رہے وہ فرماتے ہیں لأن امشی
علی جمرة او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلم یعنی چنگاری یا

تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجۃ بسند جید عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہابیہ کو اس کی فکر ہو کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں لوگ چلیں پھریں قضائے حاجت کریں بھنگی اپنے ٹوکرے لیکر چلیں ع اگر این سنت پسند تو فضیحت باد ا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وآذ قد اخذت المسألۃ حظہا من البیان فلنکف عنان القلم حامدین للہ سبحنہ وتعالیٰ علی ما علم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم امین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وحکمہ عز شانہ احکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن المصطفےٰ النبی الامی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ہذا الہو الحق وما بعد الحق الا الضلال



محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

اس میں جو کچھ بیان ہے سب مطابق احکام شریعت و سلف صالحین ہے مسلمان ان سب کو تمسک کریں مؤلف علام کو خدائے برتر جزائے خیر دے اور مقبول خاص و عام کرے اور مجھکو بھی ثواب سے محروم نہ فرمائے والصلاۃ والسلام علیٰ خیر الانام وآلہ واصحابہ الکرام

المذنب المدعو محمد عبد اللہ عفی عنہ

مسائل بالا کہ علمائے دین متین وفضلائے امت رسول مقبول تحریر وتقریر فرمود ند ہمہ حق ودرست

و دیگر سفاہت اندیشاں کی اینہا مردود و فاسق اند

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ اللطیف محمد نعیم پشاوری عفا اللہ عنہ وعن والدیہ والمومنین والمومنات

آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما علی رسولہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ و متبعیہم اجمعین - جو کچھ مولائے مجیب لبیب جامع المعقول والمنقول حلال مہمات فروع و اصول مولوی محمد عمر الدین صاحب الحنفی القادری جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء نے صورت مسئولہ میں تحریر فرمایا ہے وہ سب حق و صواب ہے جواب لاجواب ہے پسندیدہ اولی الالباب ہے - حنفی مذہب کے مطابق قبروں کو کھود کر صاف میدان کر دینا اور اُس پر مکان وغیرہ بنانا ہرگز درست نہیں اس کی تحقیق مولائے مجیب نے عمدہ طور سے فرمائی ہے کوئی فروگذاشت نہیں کیا معترضوں کے کل اعتراض اُٹھا دئے ہیں منکروں کے سب خدشات دفع کر دیے ہیں پھر تحریر مہر تنویر فاضل کامل عالم عامل محقق علوم عقلیہ مدقق فنون نقلیہ جامع الاصول بلند تمکین قامع ادہام نجدیین حامی سنن ماحی فتن مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ مولانا الحاج احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہم کی تو منکروں پر بجلی سی کڑک پڑی رشید گنگوہی کی تحریر پرتزویر کے خوب پرخچے اُڑا دئے - ایسا امر کوئی فروگذاشت نہ ہوا کہ جس کے لکھنے کی کسی کو تکلیف ہو پس فقیر نے طول دینا مناسب نہ سمجھا - لہذا اختصار سے کام لیا گیا - ان فتووں کا انکار بجز فرقہ نجدیہ وہابیہ اسماعیلیہ منذیریہ اسحاقیہ رشیدیہ گنگوہیہ شیطانیہ خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ کے کوئی نہ کریگا اہلسنت و جماعت کو ان دجاجلہ ضلالت کیش و ابالسہ بطالت اندیش کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے - اور سلام و کلام قطع کرنا واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - حررہ الراجی الی لطف ربہ القوی عبد النبی الامی السید حبیب شاہ

القادری الحنفی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظ عن موجبات الکی والغی بحرمۃ النبی الہاشمی الامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحابہ وسلم متوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر بھروالانزیل بمبی۔

عبد النبی الامی الحنفی
سید حیدر شاہ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی رزق الانسان علما وسمعا وبصرا فی الحیاۃ وبعد الممات فالموتی یعرفون الزوار ویسمعون الاصوات والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من ھدنا الی الصراط المستقیم ووقانا بہا من نار الجحیم التی اعدت للکفرین والماردین من النباشرۃ والمکذبین لرب العالمین والمفضلین للشیطان اللعین علی عالم علم الاولین والاخرین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین وعلینا بہم یا ارحم الراحمین وبعد فلما رأیت جواب ناصر الدین المتین مولٰنا المولوی محمد عمر الدین وجدتہ موافقا للسنۃ دافعا للفتنۃ ونظرت تحریر المولوی رشید احمد الگنگوھی فما ھو الاضلل مبین وھتک لحرمۃ المومنین وما رد بہ علیہ خاتم المحققین عمدۃ المدققین عالم اھل السنۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ سیدی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی مولٰنا المولوی محمد احمد رضا خاں ایدہ اللہ الواھب بالفیض والمواھب فلا اجد لسانا للثناء علیہ غیر ان اقول لا شک انہ الصدق الصراح والحق القراح فجزاھم اللہ خیر الجزاء عن الاسلام والمسلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ محمد المدعو بظفر الدین المحمدی السنی

۱۳۱۰
محمدی سنی حنفی قادری
ابو البرکات محمد ظفر الدین

الحنفی القادری البرکاتی الرضوی
المجددی البہاری العظیم آبادی

سبل الاصفیا فی حکم الذبح للاولیا

۱۳۱۲ ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ورود فرمودہ بعض حاضرین ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ نیز از لشکر گوالیار ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نور الدین صاحب اوائل ذی القعدہ شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا میاں کا اور عمرو نے ایک گائے چہل تن کی اور مرغ مدار کا پالا اور پال کر اُن کو بہ تکبیر ذبح کیا یا کرایا اُس کا کھانا مسلمانوں کو عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حامدا لک ومصلیا ومسلما علی حبیبک وآلہ یا وہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

اقول وباللہ التوفیق حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حلت و حرمت ذبیحہ میں صرف قول و نیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہو گیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عمرو نے ذبح کیا اور قصداً تکبیر ترک کی حرام ہو گیا اگرچہ مالک برابر کھڑا اسی پر بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہا اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے ذابح کا اگر اس نے غیر خدا کی عبادت و تعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہو گیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کی تھی اور اگر ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی

تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص میں انکار کرجانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں ولہذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتش کدہ یا مشرک نے اپنے بتوں کے لیے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہکر ذبح کی حلال ہے کھائی جائے اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے فتاوی عالمگیری وفتاوی تاتارخانیہ وجامع الفتاوی میں ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارهم او الکافر لالهتهم توکل لانه سمی الله تعالی ویکره للمسلم مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل وبعد کا اعتبار نہیں ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لیے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لیے اس کی جان دی تو یہ حرام ہوگیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دیگی یونہیں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لیے ارادہ تھا ذبح سے پیشتر اس سے تائب ہوکر مولی تبارک وتعالی کے لیے اراقت دم کی تو حلال ہوگیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دیگی ردالمحتار میں ہے اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح غرض یہ حال جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصلی نیت مقارنہ ہو نماز سے پہلے خدا کے لیے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لیے پڑھی قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا اور نماز ناقابل قبول اور اگر دکھاوے کے لیے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا جب نیت باندھی قصد خالص رب جل وعلا کے لیے کرلیا تو بلاشبہہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی تو ذبح سے پہلے کی شہرت پکار کا کچھ اعتبار نہیں نہ نافع نفع دے نہ مضر ضرر خصوصاً جبکہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں کما قد علمت وهذا کله ظاهر جدا لا یصلح ان ینتطح فیه قرناء ولا جماء پھر اضافت بمعنی عبادت ہی میں منحصر نہیں کہ خواہی نخواہی مدار کے مرغ یا جیل تن کی گائے سے یہی معنی ٹھہر لیے جائیں کہ وہ مرغ وگاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کیجائیگی جس کی جان ان کے لیے دیجائیگی اضافت کو ادنی علاقہ کافی ہوتا ہے ظہر کی نماز جنازہ کی نماز مسافر کی نماز امام کی نماز مقتدی کی نماز بیمار کی نماز پیر کا روزہ اونٹوں کی زکوۃ بکرعید کی ذبح جیسے ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر وشرک وحرمت

درکنار نام کو کراہت بھی نہیں آتی تو حضرت مدار کے مرغ حضرت احمد کبیر کی گائے فلاں کی بکری کہنے
سے غیر خدا کے حلال کیے ہوئے جانور کیونکر چھٹے جی مردار اور سؤر ہوگئے کہ کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے یہ شریعت
مطہرہ پر سخت جرأت ہے خود حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احب الصیام الی اللہ
تعالیٰ صیام داود واحب الصلوٰۃ الی اللہ عزوجل صلوٰۃ داود بیشک سب روزوں میں
پیارے اللہ تعالیٰ کو داود کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داود کی نماز علیہ الصلوٰۃ والسلام
رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا الترمذی فقد ذکر فضل الصیام
وصح علما فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے فی رد المحتار عن شرح الشیخ
اسمٰعیل عن شرح شرعۃ الاسلام من السنن ومنہا صلوٰۃ التوبۃ وصلوٰۃ الوالدین یعنی حضرت
داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز داود کے روزے ماں باپ کی نماز کہنا صواب پڑھنا ثواب اور
جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار جانور مردار کیا ذبح نماز روزے سے بڑھکر عبادت
خدا ہے یا اس میں شرک حرام ان میں روا ہے حق تو اضافات ذبح کا فرق ہے خود رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ خدا کی لعنت ہو اس پر جو غیر خدا کے لیے ذبح
کرے رواہ مسلم والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہم
دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ذبح لضیفہ ذبیحۃ
کانت فداءہ من النار جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اسکا فدیہ ہو جائے آتش دوزخ
سے رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ یا
غیر کی نیت اور اس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو ایک
حکم عام کفر و حرام کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ولہذا علما فرماتے ہیں مطلقاً نیت غیر کو موجب حرمت
جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا مخالف ہے آخر قصاب کی نیت تحصیل
نفع دینا اور ذابح شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے نیت غیر تو یہ بھی ہوئی کیا یہ
سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے یوہیں مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست رہا ہے کہ مہمان کا اکرام

عین اکرام خدا ہو در مختار میں ہو لوذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام
اللہ تعالی رد المحتار میں ہو قال البزازی ومن ظن انہ لا یحل لان ذبحہ لاکرام ابن ادم فیکون
اھل بہ لغیر اللہ تعالی فقد خالف القران والحدیث والعقل فانہ لا ریب ان القصاب
یذبح للربح ولو علم انہ بخس لایذبح فیلزم ھذا الجاھل ان لا یاکل ما ذبحہ القصاب
وما ذبح لاجل الولائم والاعراس والعقیقۃ دیکھو علمائے کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً
نیت ونسبت الی الغیر کو موجب حرمت جاننا اور ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ماننا نہ صرف جہالت
بلکہ جنون ودیوانگی اور شرع وعقل دونوں سے بیگانگی ہو جب تقریر وتبیان کی نیت مخل نہ ہوئی تو خانگی
والقصالی ثواب میں کیا زہر مل گیا اور جب اکرام مہمان عین اکرام خدا ٹھہرا تو اکرام اولیا بدرجہ
اعلی ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت واضافت بقصد عبادت غیر ہی کرتا ہو تو اس کے
کفر میں شک نہیں مگر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہو تو جانور حلال ہو جائیگا کہ نیت غیر
اس پر اثر نہیں فی النبی نما ادعیتنا الخ اگر چہ ہم حدیثاً وفقہاً ودلائل قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت
معنی عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بنا پر حکم کفر محض جہالت وجرأت وحرام قطعی اور
مسلمانوں پر خواہ مخواہ بدگمانی ہو تم نے کس سے کہدیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادت آدمیان کا
ارادہ کرتے اور انھیں اپنا معبود وخدا بنانا چاہتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہو یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا
من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں اور
فرماتا ہو ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا
بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہی رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان
سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہو رواہ الائمۃ مالک والشیخان وابوداود والترمذی عن ابی
ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ
حتی تعلم اقالھا ام لا تو نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا رواہ مسلم

عن اسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فرماتے ہیں انما ینشؤ الظن الخبیث عن القلب الخبیث بدگمانی خبیث ہی دل سے پیدا ہوتی ہے
نقلہ سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقة المحمدیة و مثلہ انیہ وغیرہ در شرح وہبانیہ
در مختار وغیرہا میں ارشاد فرمایا انا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر
ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو رد المحتار میں ہے
ای علی وجہ العبادة لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم یعنی اس تقرب سے تقرب
بروجہ عبادت مراد ہے کہ اُسی میں کفر ہے اور اُسکا خیال مسلمان کے حال سے دور ہے بلکہ علما تو
یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقت ذبح تکبیر میں یوں کہے بسم اللہ بنام
خدائے بنام محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہے مگر کفر کیسا جانور حرام بھی
نہوگا جبکہ اس لفظ سے اُس کی نیت حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف تعظیم ہو
نہ معاذ اللہ حضور کو رب عزوجل کے ساتھ شریک کرنا امام اجل فقیہ النفس قاضی خان اپنے
فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں رجل ضحی و ذبح وقال بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام
قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ ان اراد الرجل بذکر اسم النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبجیلہ وتعظیمہ جاز ولا باس وان اراد بہ الشرکة مع اللہ
تعالیٰ لا تحل الذبیحة بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلاً بنام خدا و بنام
فلاں جس سے صاف معنے شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہب صحیح حرمت جانور ہے مگر
حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے کیا معلوم کہ اُس کی نیت کیا ہے درمختار میں ہے
ان عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلان رد المحتار میں ہے ھو الصحیح وقال ابن
سلمة لا تصیر میتة لانھا لو صارت میتة یصیر الرجل کافرا تاتارخانیہ قلت تمنع الملازمة
بان الکفر امر باطنی والحکم بہ صعب فیفرق کذا فی شرح المقدسی شرنبلالیہ
اللہ اکبر خود ذابح خاص تکبیر ذبح میں نام خدا کے ساتھ نام غیر ملا کر پکارے اور کافر نہو جبتک

یعنی شرک کا ارادہ نہ کرے بلکہ یہ عرض ہے کہ بنام خدا بنام محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہا اور اس نام پاک کے لینے سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے خصوصی عظمت
ہی کے لیے خاص وقت ذبح بنام خدا کے ساتھ بنام محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو جانور میں
اصلا حرمت و کراہت بھی نہیں مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا
فلاں کی گائے تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ موتھ سے نکلتے ہی جانور
کی ہی کایا پلٹ ہو کر فورا بکری سے کتا گائے سے سور اگرچہ وہ منادی غیر ذابح ہو اگرچہ ابھی
نہ وقت ذبح نہ دم تکبیر معاذ اللہ وہ لفظ کیا تھے جادو کے انگریز تھے کہ چھو کرتے ہی جانور کی
ماہیت بدل گئی ایسے زبردستی کے احکام شرع مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں بڑی دلیل انکی فقط یہ اد
بغیر معنی شرک پہ یہ پیش کیجاتی ہے کہ اس ذبح کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا انکے
نزدیک کافی نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ایصال ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص ذبح للغیر تقرب کی
مراد ہے اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہے اقول اس سے صرف
اتنا ثابت ہوا کہ خاص ذبح مراد ہے ذبح للغیر کہاں سے نکلا کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں یا
گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہو جاتا ہے عنایہ میں ہے التضحیۃ فیہا افضل من التصدق
بثمن الاضحیۃ لان فیھا جمعا بین التقرب باراقۃ الدم والتصدق والجمع بین القربتین
افضل اھ ملخصا معہذا عوام ایسی اشیا میں مطلقا تبدیل پر راضی نہیں ہوتے مثلا جو لوگ
کی مٹھی روز اللہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور سر ماہ اسے پکا کر حضور پر نور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں اگر ان سے کہیے کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہے اپنے
خرچ میں لائیے اور اس کے عوض اور پکا لیجیے کبھی نہ مانیں گے حالانکہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں
اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجیے ہرگز نہ لیں گے حالانکہ اداے ذبح میں
دونوں ایک سے تو اسکا کافی نہ سمجھنا اسی خیال تعیین تخصیص کی بنا پر ہے نہ معاذ اللہ اس
توہم باطل پر خصوصا جبکہ وہ بیچارے صراحۃ کہہ رہے ہیں کہ حاشا للہ ہم عبادت غیر نہیں چاہتے

صرف ایصال ثواب مقصود ہو اور اگر انصاف کیجیے تو دربارۂ عدم تبدیل اُن کا وہ خیال بے اصل بھی نہیں اگرچہ اُنھوں نے اُس میں تشدد زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر قربت کرلی گئی شرع مطہر بھی بلا وجہ انکا بدلنا پسند نہیں فرماتی لاسیما اذا کان التحول الی الناقص کما ھھنا وکل ذلک ظاہر جدا ولہذا غنی اگر قربانی کیلئے جانور خریدے اور اسمیں تعیین کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہو جاتا اُسے اختیار ہے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اُس پر قربت کی نیت کرلی تو بلا وجہ تبدیل نہ چاہیے ہدایہ میں ہے بالشراء للتضحیۃ لا یمتنع البیع انتہی میں ہے ویکرہ ان یبدل بہا غیرہا اسی طرح تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اُس کے قول وفعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریح قائل حکم لگانے کی اصلا راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر وشرک کا جسمیں اعلی درجہ کی احتیاط فرض یہاں تک کہ ضعیف سا ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اُسی پر اعتماد لازم کما حقق کل ذلک الائمۃ المحققون فی تصانیفہم الجلیلۃ اگر بالفرض بعض کوڑن احمقوں پر بہ ثبوت شرعی ثابت بھی ہو کہ اُن کا مقصود معاذ اللہ عبادت غیر ہے تو حکم کفر صرف انھیں پر صحیح ہوگا انکے سبب حکم عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہے قال اللہ تعالی لا تزر وازرۃ وزر اخری پس حق یہ ہے کہ نہ مطلقا اس نام پکارنے پر حکم شرک صحیح نہ اس کی وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست بلکہ حکم شرک کے لیے قائل کی نیت پوچھیں گے اگر اقرار کرے کہ اُس کی مراد عبادت غیر ہے تو بیشک مشرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں اور حکم حرمت میں صرف قول وفعل ونیت ذابح خاص وقت ذبح پر مدار رکھیں گے اگر مالک خواہ غیر مالک کسی کلمہ گو نے معاذ اللہ اُسی نیت شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بیشک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبیحہ نہیں اور اگر اللہ عزوجل کیلئے جان دی اور قصدا تکبیر ترک نہ کی تو بیشک حلال اگرچہ اس پر باعث ایصال ثواب اکرام

اولیا یا نفع دنیا وغیرہا مقاصد ہوں اگرچہ مالک غیر ذابح کی نیت معاذ اللہ یہی عبادت غیر خدا ہو اگرچہ ہنگام ذبح یا غیر ذابح نے وقت ذبح کسی کا نام پکارا ہو اور مالک سے وہ نیت ناپاک ثابت ہونا بھی ذابح پر کچھ موثر نہیں جبتک خود اُس سے بھی ایسی نیت پر جان دینا ثابت نہ ہو کہ جب اُس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے رب عزوجل کا نام لیکر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بدگمانی حرام و ناروا ہے اور اوہام تراشیدہ پر مسلمان کو معاذ اللہ مرتکب کفر سمجھنا حلال خدا کو حرام کہدینا نام الٰہی عزوجل جو وقت تکبیر لیا گیا باطل و بے اثر ٹھہرانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا اللہ عزوجل فرماتا ہے وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ (تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اُس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی جب اُس نے اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہوجانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جاننے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں، یہ چند نفیس و جلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت ابنائے زماں ان میں سخت خطا کرتے ہیں وباللہ العصمۃ والتوفیق وبہ الوصول الی التحقیق واللہ سبحٰنہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں